

تفسیری مباحث کے سلسلہ میں۔

قسط: ۷۲

از: حافظ ثناء اللہ مدنی

تقابل ادیان

تورات زبور انجیل، قرآن مجید

لفظ تورات پر بحث | تورات عبرانی زبان کا لفظ ہے اس کا اصل معنی شریعت یا ناموس یعنی ستری شتی ہے۔

یہود کی اصطلاح میں یہ پانچ چھوٹی چھوٹی کتابوں سے عبارت ہے۔

(۱) سفر التکوین (۲) سفر الخروج

(۳) سفر اللاویین اور الکہن

(۴) سفر العدد (۵) سفر التثنية

اور نصاریٰ کی اصطلاح میں اس کا اطلاق قدیم عہد نامہ کا کتب پر ہوتا ہے۔ اور قبل از مسیح علیہ السلام انبیاء کی کتابوں، ان کے فیصلہ جات کی تواریخ اور ان کے بادشاہوں کی خبروں سے مصنف کا چاہے علم ہو یا نہ ہو عبارت ہے۔ اور بعض اوقات ان کے ہاں انجیل بھی سابقہ مجموعہ میں شامل کر لی جاتی ہے۔ ان سب کا نام تورات رکھتے ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کے ہاں تورات سے مراد وہ کتاب ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ لوگوں کے لیے سرچشمہ ہدایت تھی۔ اور اللہ کی طرف سے تنبیہوں پر تحریر شدہ ملی تھی۔ البتہ صحابہ کرام کے ہاں اس کا اطلاق مجموعہ عہد قدیم پر بھی ہوتا ہے۔ سید عبد الدائم اعجمی لغات القرآن میں فرماتے ہیں: تورات اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں تکلف سے کام لے کر ان کا اشتقاق ”وری“ اور ”نجیل“ سے بتانا اور ان کا وزن تفعیلة اور انجیل بیا۔

حسن بصریؒ نے اس کی قرأت انجیل کی ہے جس میں ہمزہ کو فتح ہے یہ اس کے عجم ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ انجیل کے ہمزہ کا مفتوح ہونا سرے سے اوزان عرب میں موجود ہی نہیں ہے۔ انتہی (بحوالہ کشف)

”تفسیر کشف“ کی اصل عبارت یوں ہے: وَقَرَأَ الْحَسَّ الْأَنْجِيلَ بِفَتْحِ الْمَهْمَلَةِ فَإِنَّ صَمَّ عَنْهُ قَدْ كُنْتُ أَعْجَبُ خَرَجَ بِعَجْمِيَّتِهِ عَنْ زِيَاةِ الْعَرَبِيَّةِ لَمَّْا خَرَجَ هَا بِيْعِلْ وَ آجَرْ۔ (کشف ج ۱ ص ۲۶۳)

انجیل یونانی کلمہ ہے اس کا معنی بشارت ہے اور اصطلاح لفظاً انجیل پر بحث میں اس سے مراد وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت

عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی، قرآن مجید میں اس کی صفت یوں بیان کی ہے۔ وَ قَفَّيْنَا عَلَى الْأَنْبَاءِ بِبَيِّنَاتٍ مِّنْهُم مِّمَّ مَصَّدَّقَاتٍ يَأْتِيَنَّاهُ الْإِنْجِيلَ فِيهِ هُدًى وَ نُورٌ وَ مَصَّدَّقَاتٍ يَأْتِيَنَّاهُ مِنَ التَّوْرَةِ وَ هُدًى وَ مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ (۵/۴۷) اور ان پیغمبروں کے بعد انہیں کے قدموں پر ہم نے عیسیٰ بن مریم کو بھیجا جو اپنے سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرتے تھے۔ اور ان کو انجیل عنایت کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور تورات کی جو اُس سے پہلی کتاب ہے تصدیق کرتی ہے، اور پرہیزگاروں کو راہ بتاتی اور نصیحت کرتی ہے۔

واضح رہے کہ عیسائیوں کی اصطلاح میں جو چار کتابیں انجیل بحث اناجیل کے نام سے موسوم ہیں یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کے لوگوں کی تصنیفات ہیں۔ جن میں آپ کے اقوال و احوال کو صحیح اور غلط طور پر مرتب کر دیا گیا۔ گو ان میں اصل انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی مکمل طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ چاروں کتابیں متی، مرقس، یوحنا، لوقا نامی چار مختلف اشخاص کی تصنیفات ہیں جو اپنے اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی اس کے تعین میں عیسائیوں کا سخت اختلاف ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی زیر بحث ہے کہ آیا جن کے نام سے یہ کتابیں مشہور ہیں درحقیقت ان ہی کی جمع کردہ

ہیں یا بعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں؟ تاہم اس بات پر ہمارا اور عیسائیوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں کتب نہ حضرت عیسیٰ کی تصنیفات ہیں اور نہ ان کے عہد میں لکھی گئی ہیں۔

بہر حال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اس سے مراد وہی اصلی انجیل ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، لغات القرآن“ مسک ہذا کی مزید وضاحت یوں ہوتی ہے کہ مرد وہ چار اناجیل جو آج مشہور اور موجود ہیں۔ ۳۲۵ء کو نیقیہ میں قسطنطین کے زیرِ اہتمام اجتماع میں بڑی بحث و تجویز کے بعد سرکاری سطح پر ان کے وجود کو تسلیم کر لیا گیا۔ جبکہ باقی تمام کتابوں کی حیثیت کو ختم کر دیا گیا تاکہ دیانتِ نصاریٰ کی شکل و صورت اور ہمت قائم رہ سکے چونکہ یہ اجتماع مخصوص مقاصد کے پیش نظر منعقد ہوا تھا اور پولس (شاؤل) کے ذہنی اثرات اس پر اثر انداز تھے۔ جو درحقیقت یہودی تھا اور اپنے مذہب مقاصد کے حصول کی خاطر مسیحیت میں بڑے ڈرامائی انداز میں داخل ہوا تھا۔

نیز قسطنطین کے مشرکانہ ذہن کا بھی ان اناجیل کے تسلیم کرانے اور اسی اجتماع میں ”تثلیث“ کو مذہبی عقیدہ قرار دینے میں خاصہ دخل تھا۔ چونکہ وہ اپنی رعایا کے مشرکانہ عقائد پر اچھی طرح کاربند تھا۔ اسی لیے اس نے اس اجتماع میں اساقفہ کی واضح اکثریت (۱۶۵۲) کو نظر انداز کر کے چند لوگوں (۳۱۸) کی خواہش پر مذہب کی شکل بگاڑ دی اور تب سے اب تک نصرانیت آسمانی کتابوں اور ایک جلیل القدر رسول خدا کے نام پر تمام انبیاء کے متفقہ اصل الاصول جمیع کی بجائے مشرکانہ دعوت کی علمبردار چلی آ رہی ہے۔

ہر وہ فرد جس کو سابقہ تاریخِ امم سے محوڑا سا بھی لگاؤ ہے اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ ان اناجیل کا آپس میں شکلی اور موضوعی اختلاف اس قدر زیادہ ہے جو ان کی صداقت تو درکنار ان کے وجود کو بھی مہموم مشکوک اور مبہم بنا دیتا ہے۔

ہم ذیل میں ان چاروں اناجیل میں تحریف پر چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

ان کے الفاظ اور موضوعات میں باہمی اختلاف ہے۔ مثلاً شروع کے الفاظ ہی آپس میں مختلف ہیں ملاحظہ فرمائیں۔
۱۔ انجیل متی کی ابتداء:

۱۔ كِتَابُ مِيسَا دِيسُوعَ الْمَسِيحِ بْنِ دَاوُدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ -
ب، وَ اِبْرَاهِيْمَ وَ لَدَا سَمْعٰ وَ اِسْمٰعٰ وَ لَدَا يَعْقُوْبَ وَ لَدَا
يَهُوْدَةَ وَ اِخْوَتِهِ الخ

۲۔ انجیل مرقس کی ابتداء:

۱۔ بَلَدًا نَحْيِلَ يَسُوعَ الْمَسِيحِ ابْنِ اِلَهِ
ب۔ كَمَا هُوَ مَكْتُوبٌ

۳۔ انجیل لوقا کی ابتداء:

اِذَا كَاَنَّا كَثِيْرُوْنَ قَدْ اَخَذُوْا اِسْرَافِيْلَ قِصَّتِهِ فِي الْاَمْوَالِ
الْمُنْيَقَّةِ عِنْدَنَا۔

۴۔ انجیل یوحنا کی ابتداء:

فِي الْبَدْءِ كَاَنَ الْكَلِمَةُ عِنْدَ اِلَهِ۔

ان شواہد کی روشنی میں بلا خوفِ تردید کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت عیسیٰ کی حقیقی دعوت اور عیسائیت کی صحیح صورت معلوم کرنے کے لیے قابلِ اعتماد ماخذ صرف اور صرف قرآنِ حکیم ہی ہے جو ہر قسم کی تحریف و تغیر سے متبرک ہے۔ اور ان اناجیل کا شکلی اختلاف یوں ہے کہ کسی ایک کا حجم دوسری سے نہیں ملتا۔
۱۔ انجیل متی: ۲۸، اصحاح (فصول)

۲۔ مرقس: ۱۶، اصحاح

۳۔ لوقا: ۱۴، اصحاح

۴۔ یوحنا: ۲۱، اصحاح

یہ باہمی اختلاف ان اناجیل کے مفسر ہونے کی داخلی شہادتیں ہیں اور سب سے بڑی شہادت یہ ہے کہ موجودہ تورات میں ذاتِ باری تعالیٰ اور انبیاء کرام کو بہت تنقید بنایا گیا ہے چنانچہ سفر تکوین کے اصحاح اول میں ہے

قَالَ اللَّهُ نَجْعَلُ الْإِنْسَانَ عَلَىٰ صُورَتِنَا كَشَبُونَا - اللہ نے فرمایا ہم انسان کو اپنی شکل و صورت پر بناتے ہیں اور سفر تمکون کے اصحاب ثانی میں ہے فَأَكْمَلْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكُلَّ جُزْءٍ هَذَا قَرَعَهُ اللَّهُ فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ مِنَ عَمَلِهِ الَّذِي عَمِلَ فَأَسْتَرَا فِي الْيَوْمِ السَّابِعِ مِنَ جَمِيعِ عَمَلِهِ الَّذِي عَمِلَ وَبَارَكَ اللَّهُ الْيَوْمَ السَّابِعِ وَقَدْ سَرَّ لَاتِ مُسْتَرَامَ فِيهِ مِنْ جَمِيعِ عَمَلِهِ الَّذِي عَمِلَ اللَّهُ خَالِفًا -

اس کے برعکس دین فطرت میں اسلامی عقیدہ کی وضاحت و صراحت قرآن مجید میں یوں ہے :

كَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

یعنی اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ دیکھتا سنتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَسْنَا مِنْ لُغُوبٍ -

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو مخلوقات ان میں ہے سب کو چھ دن میں بنا دیا اور ہم کو ذرا بھی تھکا نہ نہیں ہوا۔

جہور اہل علم کا نظریہ ہے کہ ان سابقہ کتب اور صحف میں لفظی و معنوی دونوں قسم کی تحریف ہوئی ہے۔

اگرچہ بعض اہل علم صرف تحریف معنوی کے قائل ہیں لیکن کتاب و سنت سے دلائل و براہین پہلے مسلک کے مؤید ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

أَقْطَعُ عَوْنَكُمْ أَنْ يَكُونُوا كَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ يَلْعَنُونَ مَنْ أَعْلَمَهُمْ مَا عَمِلُوا وَهُمْ يَكْفُرُونَ

آیت ہذا کے حاشیہ پر مولانا فتح محمد جالندھری فرماتے ہیں: تحریف میں اختلاف ہے کہ کس قسم کی تھی بعض کہتے ہیں کہ لفظی تھی یعنی الفاظ بدل دیتے تھے بعض کہتے ہیں کہ معنوی تھی یعنی معنی بگاڑ دیتے تھے امام محمد الدین رازی مؤرخ الذکر کے قائل ہیں۔ بعض کہتے ہیں لفظی اور معنوی دونوں طرح کی

بھی۔ بہر کیف جمہور اہل اسلام کتب یہود و نصاریٰ میں تحریف و تبدل کے قائل ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کو اس بات پر ناز ہے کہ ان کی آسمانی کتاب میں تحریف نہیں ہوئی اور ہو سکتی بھی نہیں کیونکہ خدا نے اس کی حفاظت خود اپنے ذمے لی ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ يَكْتُمُونَ الْكِتَابَ بِمَا يَدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ الآية ۱۷

نیز فرمایا :

وَإِنْ مِنْهُمْ بَفَرِيفَةٍ يَلْعَنُوا أَكْثَرَهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ
ایک اور مقام پر ارشاد ہوا۔

يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهَا ۚ

اسفار خمسہ میں بھی اس پر کئی ایک شواہد موجود ہیں۔ جن کا انکار یہود کے لیے بھی ناممکن ہے۔

چنانچہ ان میں سے بعض اسفار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی موت کی کیفیت اور تفصیل بھی بیان کی گئی ہے۔ جس کا کوئی عاقل اور دانش مند دعویٰ نہیں کر سکتا کہ موسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے دست مبارک سے لکھا ہوگا اسی طرح یہود کا قول اَلْعَزِيزُ اَبُو اللّٰهِ اور نَسَسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمَمِیْنَ سَبِيلٌ تحریف کی قبیل سے ہیں نیز ان میں انبیاء علیہم السلام پر بھی اتہامات اور الزامات کی ایک لمبی فہرست ہے۔ بالا اختصار یہ کہ مثلاً حضرت یعقوب علیہ السلام نے کشتی میں اللہ تعالیٰ کو گرایا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے شراب پی اور اپنی دونوں بچیوں سے جبیل صغر میں جفتی کی۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا اللہ کے ہاں رتبہ اور مقام کم ہو گیا۔ یہ سب ان کتب میں تحریف کے واضح شواہد ہیں۔

مزید آگے حافظ ابن القیمؒ نے اپنی تصنیف ”إِغَاثَةُ الْمُهْتَاجِ“ میں

تحریفِ تورات کے موضوع پر بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مسئلہ ہذا میں تین اقوال ہیں :

۱۔ کل تورات یا اس کا اکثر حصہ محرف و مبدل ہے۔ حتیٰ کہ بعض نے غلو سے کام لیتے ہوئے اس کے اوراق کو ہی ردی قرار دیا ہے۔

۲۔ فقہاء و محدثین اور منکلمین کی رائے ہے کہ تبدیلی صرف تاویل میں ہوئی، چنانچہ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں فرماتے ہیں :

”يُحْمَلُونَ يَزِيلُونَ لَيْسَ أَحَدٌ يُزِيلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ لَكِنَّمْهُمْ يَتَأَوَّلُونَ عَلَى شَأْنِهِ“

یعنی کسی کو قدرت حاصل نہیں کہ کتاب اللہ سے ایک لفظ بھی

تبدیل کر سکے۔ البتہ وہ لوگ اس کی غلط تفسیر کرتے تھے۔ اس

قول کا ابتدائی حصہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

امام رازیؒ نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو فتح المباری جلد ۱۳، صفحہ نمبر ۵۲۳ تا ۵۲۶۔

۳۔ تورات میں بھی سی کمی بیشی ہوتی ہے۔ امام موصوف فرماتے ہیں ہمارے شیخ یعنی امام ابن تیمیہؒ نے الْجَوَابُ الصَّحِيحُ لِمَنْ بَدَّلَ دِينَ الْمَسِيحِ میں اسی اصول کو پسند کیا ہے۔

راقم السطور کہتا ہے : مسئلہ ہذا پر مذکور کتاب میں درج ذیل عنادین قائم کئے گئے ہیں۔ جس سے بخوبی امام موصوف کے رجحان کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں :

۱۔ فَصَّلَ فِي أَنَّ الْفَلْطَ اِنَّمَا وَقَعَ فِي التَّرْجُمَةِ

۲۔ فَصَّلَ فِيمَا حَدَّثَ فِي التَّوْرَةِ مِنْ تَغْيِيرٍ

۳۔ فَصَّلَ فِيمَا حَدَّثَ فِي الْإِنْجِيلِ مِنْ تَبْدِيلٍ

۴۔ فَصَّلَ فِي كَيْفِيَّةِ التَّغْيِيرِ الَّذِي حَدَّثَ فِي الْإِنْجِيلِ

۱۔ الْجَوَابُ الصَّحِيحُ لِمَنْ بَدَّلَ دِينَ الْمَسِيحِ جزء ۲، ص ۱۶

۲۔ ایضاً ج ۲، ص ۱۸ ۳۔ الضَّاحِج ۲، ص ۲۱ ۴۔ ایضاً ج ۲، ص ۲۶

انجیل برنابا | مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑا سا ذکر "برنابا" کا بھی ہو جائے۔ یہ مسیحی علماء کی "دیانت" اور آسمانی کتب کے ساتھ اُن کے "حسن سلوک" کی حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے۔ "صحیفہ اعمال" جو "نوک" کی تصنیف بتایا جاتا ہے، کی متعدد نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ برنابا اولین مسیحیت کے خاص ارکان و اعیان میں سے تھے۔ اس لیے مسیحیوں کا اس پر اجماع ہے کہ وہ مقدس بزرگ اور رسول تھے اور ان پر روح القدس نازل ہوا تھا البتہ وہ انہیں حواری تسلیم نہیں کرتے اگرچہ اُن کی انجیل انہیں حواری ثابت کرتی ہے۔ بہر حال وہ مرقس کے استاد اور پولس کے راہنما تھے۔ (ملاحظہ ہو "اعمال" ۴-۹-۱۱ کی متعدد آیات)

سولہویں صدی کے آخر میں برنابا کی انجیل دریافت ہوئی ہو ایوں کہ ایک لاطینی راہب کو اریانوس کے ایک خط کا پتہ چلا۔ جس میں پولس کی ان تحریریں کے بارے میں ناراضگی درج تھی جو اس نے برنابا کے حوالے سے لکھی تھیں اس واقعہ نے انہیں انجیل برنابا کی کھوج میں لگا دیا۔ بالآخر یوپ اسکاٹس نیچم کے کتب خانہ میں اس کا سراغ مل گیا۔ اس نے خفیہ طور پر اس کے مطالعہ کے بعد اسلام قبول کر لیا۔ یہ انجیل ایک علمی حقیقت ہے۔ اور اس کا ظہور و خفاء اور ترجمہ تاریخی طور پر ہوتا ہے۔ ۱۹۲۷ء میں بقول ڈاکٹر سعادت بک ہری اصحاب کلیسا نے اسے اپنے مقصد کے خلاف پا کر اس پر پابندی لگا دی تھی۔ اور اس کا مطالعہ ممنوع قرار دیا تھا۔

انجیل برنابا کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ دیگر اناجیل اربعہ میں کس قدر تحریف کی گئی ہے، اس کی تعلیمات میں خدا کو رب العالمین اور خالق ارض و سما کہا گیا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی کہہ کر پولس کی تحریف پر افسوس کا اظہار بھی کیا گیا ہے۔ وغیرہ۔ (بارے میں)

